شجاعیہ ٹائمز
انگریزی ہفت روزہ
Urdu Edition/اردو ایڈیشن
21 مئی 2025ء ☆ تعداد صفحات:4 ☆ قیمت:-/10 روپے

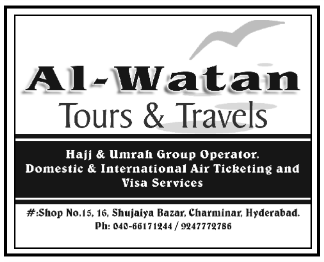

ظلم کے خلاف احتجاج اور اس طریقے

ظلم اور ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنا صرف ایک قومی اور سماجی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ ایک شرعی فریضہ بھی ہے، اور بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنی طاقت اور صلاحیت کے مطابق نیز ماحول اور صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے اس عمل کو انجام دیا جائے، قرآن مجید نے کہا ہے کہ تم وہ بہترین اُمت ہو، جس کو انسانیت کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے؛ تاکہ تم اچھی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے روکو: کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر (آل عمران:۱۱) اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ مسلمانوں پر صرف اپنے آپ پر ہونے والے مظالم کے خلاف ہی آواز بلند کرنا کافی نہیں ہے؛ بلکہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ خیر اُمت کی حیثیت سے پوری انسانیت کی مددگار بنے اور سماج کے کسی بھی طبقہ پر ظلم ہو، وہ اُس کے خلاف آواز بلند کرے؛ کیوں کہ اللہ نے اس کو صرف اپنے ہم مذہب لوگوں کے لئے نہیں؛ بلکہ پوری انسانیت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

ظلم کو روکنے کی کوشش اور ناانصافی کے خلاف جدوجہد کا حکم تو اصولی ہے جو صراحتاً قرآن وحدیث سے ثابت ہے؛ لیکن اس کے طریقہ کار کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض بنیادی ہدایتیں بھی دی ہیں؛ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو چاہئے کہ اسے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا محسوس کرے اور ارادہ رکھے کہ جب اس کو روکنے پر قادر ہو جائے گا تو روکے گا، اور یہ دل سے روکنا ایمان کا کمترین درجہ ہے۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظلم کے خلاف احتجاج اور اس کو روکنے کے تین ذریعے بتائے ہیں، ایک: طاقت کا استعمال، دوسرے: زبان کا استعمال، تیسرے: دل سے کراہت اور ناپسندیدگی، پہلا ذریعہ یعنی طاقت کے استعمال کو حدیث میں ''ید'' یعنی ہاتھ سے روکنے سے تعبیر کیا گیا ہے؛ کیوں کہ انسان جسمانی طور پر کسی چیز کو روکنے کے لئے زیادہ تر ہاتھ ہی کا استعمال کرتا ہے؛ مگر اس میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ جو چیز بھی انسان کو طاقتور بناتی ہو، اس کا استعمال کر کے ظلم کو روکنا چاہئے، زمانہ اور حالات کے لحاظ سے یہ الگ الگ ذرائع ہو سکتے ہیں، جیسے آج کے دور میں ووٹ، رائے دہی، پارلیمنٹ اور اسمبلی میں عددی قوت، میڈیا ایک بڑی طاقت ہے، جس کا ملک کے اہم فیصلوں میں کلیدی کردار ہے؛ اس لئے ان مہارتوں اور صلاحیتوں کا انصاف قائم کرنے اور ناانصافی کو روکنے میں استعمال کرنا بھی اس حکم میں شامل ہے، آج کل دھرنا، احتجاجی ریلیاں، ہیومن چین، قابل برداشت حد تک بھوک ہڑتال، حسب ضرورت جیل بھرو تحریک برائی سے روکنے کے اسی درجہ میں شامل ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ زبان کے ذریعہ برائی اور ظلم و ناانصافی اور ناحق باتوں کو روکے، اس کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں، بیانات اور تقریریں، نعرے، اعلانات، اسی طرح زبان سے بولے جانے والے الفاظ ہی تحریر کے سانچے میں ڈھلتے ہیں؛ اس لئے اس مقصد کے تحت تحریری جدوجہد بھی زبان سے روکنے میں شامل ہے، جیسے: احتجاجی مضامین، ارباب مجاز کو خطوط، ای میل، پوسٹر، اخباری اشتہارات، آن لائن تشہیر، یہ سب زبان سے روکنے کی مختلف شکلیں ہیں، آج کل اس کے لئے جا بجا بینر بھی لگائے جاتے ہیں، ہاتھوں میں تختیاں لے کر عوامی مقامات پر کھڑا ہو جاتا ہے، اسی زمرے میں سرکاری عہدہ داروں اور افسروں کو میمورنڈم دینا اور محضر پیش کرنا بھی شامل ہے۔

عام حالات میں کسی کی برائی کو طشت ازبام کرنا اور لوگوں کے سامنے بیان کرنا جائز نہیں ہے، نہ کسی مسلمان کی اور نہ غیر مسلم کی؛ لیکن اگر ظالم کے خلاف آواز بلند کرنی پڑے اور اس کی کمزوریوں کو پیش کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو یہ جائز ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ کو یہ پسند نہیں ہے کہ بری بات کو زور سے کہا جائے، ہاں مظلوم کے لئے اس کی اجازت ہے: لایحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم (نساء:۱۴۸) اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حکمراں اگر عوام کے کسی طبقہ کے ساتھ دھوکہ کا معاملہ کریں جھوٹ بولیں، دروغ گوئی کریں یا وعدہ خلافی کریں اور وعدہ خلافی میں ملک کے دستور کی خلاف ورزی بھی شامل ہے، تو ایسی غلطیوں پر آواز اٹھانا، احتجاج کرنا اور اس کی سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ ضرورت اور موقع ومحل کے اعتبار سے واجب ہے، اس وقت ہندوستان میں موجودہ حکومت فرقہ پرستی کے جس ایجنڈے پر عمل کر رہی ہے، وہ بدترین قسم کا ظلم ہے؛ اس لئے اس کے خلاف قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے احتجاج کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔

احتجاج اور ظلم کو روکنے کی تیسری صورت یہ ہے کہ دل سے ناگواری کا اظہار ہو، اور اس کو برا سمجھا جائے، حدیث سے اس کی بعض عملی تدبیریں بھی معلوم ہوتی ہیں، عام حالات کے اندر ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان سے بات چیت بند کر لینا جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر دونوں کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی اور جذبات مشتعل ہو گئے، جو انسانی فطرت کا حصہ ہے تو اجازت دی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین دن تک بات چیت روکی جا سکتی ہے؛ تاکہ غصہ فرو ہو جائے (مسلم عن عبداللہ بن عمرؓ، حدیث نمبر) اور بعض مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاملہ کی سنگینی کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے زیادہ مدت بھی گفتگو بند کرنے بلکہ بائیکاٹ کرنے کی اجازت دی ہے، جیسا کہ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دو رفقاء کے ساتھ فرمایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے پچاس دنوں تک ان کا بائیکاٹ کیا گیا تھا (باب حدیث کعب بن مالک)

اظہار ناراضگی کے آج کل بعض اور طریقے بھی اختیار کئے جاتے ہیں، جیسے: سیاہ پٹیاں باندھنا، سیاہ جھنڈے لگانا وغیرہ، یہ علامتی عمل ہے، جس سے ناراضگی ظاہر کی جاتی ہے، اس کو مذہبی عمل کی حیثیت سے نہ انجام دیا جاتا ہے اور نہ اس کے پیچھے کوئی مذہبی تصور ہے، اس میں روشنی کو بجھانا یا روشنی کو جلانا بھی شامل ہے، اس کو کفر وشرک سے جوڑنا درست نظر نہیں آتا؛ بلکہ جیسے گفتگو بند کر لینا یا بائیکاٹ کرنا زبان وقلم کے بغیر ناراضگی کے اظہار کا ایک طریقہ ہے، یہ بھی ایک طریقہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب آئے، اور اپنے پڑوسی کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی؛ مگر شاید پڑوسی کے رویہ میں تبدیلی نہیں آئی؛ اس لئے وہ دو تین بار خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاو؟ اپنے گھر کے سامان راستہ پر ڈال دو، اُن صاحب نے ایسا ہی کیا، اب ہوا یہ کہ لوگ آتے اور اُن صاحب سے اس کے بارے میں دریافت کرتے، وہ اُن کو اپنے پڑوسی کے بارے میں بتاتے، لوگ اس صورت حال کو سن کر اس شخص کو لعنت ملامت کرتے کہ اللہ تم کو ایسا کردے، ویسا کردے، پڑوسی صاحب خانہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم اپنے گھر واپس آجاو؟، اب تم میری طرف سے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھو گے جو تمہارے لئے ناگواری کا باعث ہو: ارجع لاتری منی شیئا تکرھہ (سنن ابی داود) اس سے جہاں عوام کی تکلیف کا خیال کرتے ہوئے مختصر وقت کے لئے سڑک جام اور پہیا جام کرنے کا جواز معلوم ہوا، وہیں اظہار ناراضگی کے ایسے طریقوں کے استعمال کا درست ہونا بھی معلوم ہوا، جن میں شرعی اعتبار سے کسی ناجائز بات کا ارتکاب نہیں ہو۔

شریعت میں کسی بات کے اظہار کے لئے جو طریقہ متعین کر دیا گیا ہو، اس کے لئے اسی طریقہ پر عمل کرنا ضروری ہے، اس کی جگہ کوئی خودساختہ طریقہ اختیار کرنا درست نہیں ہوگا، مثلاً فرض نمازوں کی جماعت کی اطلاع کے لئے شریعت میں اذان کا طریقہ متعین ہے؛ اس لئے ضروری ہے کہ اس ضرورت کو اذان کے کلمات کے ذریعہ ہی پورا کیا جائے، یہاں تک کہ یہ بھی درست نہیں کہ اذان میں اپنی پسند کے الفاظ داخل کر لئے جائیں، اذان کے عربی کلمات کے بجائے دوسری زبانوں میں اس کا ترجمہ کر دیا جائے؛ لیکن کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں، جن کے لئے شریعت میں کوئی طریقہ متعین نہیں ہے، ان کو انجام دینے کے لئے کوئی بھی ایسا اشارہ یا اعلان اختیار کیا جا سکتا ہے، جس کو قرآن وحدیث میں منع نہیں کیا گیا، مثلاً رمضان المبارک میں سحری کا وقت ختم ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے، بعض مقامات پر وہاں کی ضرورت کے لحاظ سے سحری کا وقت شروع ہونے پر بھی اعلان کیا جاتا ہے، کبھی اس کے لئے لاوڈاسپیکر سے اعلان ہوتا ہے، کہیں سائرن بجایا جاتا ہے، کہیں توپ داغی جاتی ہے، ہم لوگوں نے اپنے بچپن میں دیکھا کہ قندیل روشن کی جاتی تھی یا اس کو اوپر چڑھایا جاتا تھا؛ تاکہ لوگ اس کو دور سے دیکھیں؛ کیوں کہ نہ اس وقت لاوڈ اسپیکر کی سہولت تھی اور نہ ہر شخص کو الارم والی گھڑی میسر تھی اور موبائل کا تو اس وقت تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا؛ کیوں کہ ابھی اس کی پیدائش ہی نہیں ہوئی تھی، ان اشارات کا استعمال کرنا جائز ہوگا، ہاں اگر اس کے لئے مندر کے انداز کی گھنٹیاں بجائی جائیں، یا چرچوں کے انداز پر ناقوس بجایا جائے تو یہ جائز نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اس میں کافرانہ شعائر سے تشبہ ہے۔

(بقیہ صفحہ 3 پر)

ریاکاری اوراس کاانجام

ہر عابد اور عارف کو بہر صورت ریاکاری‘ مخلوق کے دکھاوے اور خود پسندی سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ خبیث نفس ہر انسان کے درپئے ہے یہ نفس گمراہ کرنے والی خواہشات‘ تباہ و برباد کرنے والی رغبتوں اور ان لذتوں کا سرچشمہ اور منبع ہے جو خدا اور بندہ کے درمیان ایک حجاب (پردہ) بن جاتی ہیں جب تک بدن میں روح موجود ہے اس کی تباہ کن خواہشات سے بچنا بہت مشکل ہے۔ شیطان ہر طریقہ سے بنی آدم کو بہکانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

اور ہر طریقہ کے حربہ استعمال کرتا ہے جن میں ایک حربہ اور اس کا اہم ہتھیار ’’ریاکاری‘‘ بھی ہے۔ ریاکاری سے متعلق اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالی نے ریاکاروں اور شر پسندوں کو ڈراتے ہوئے نفس کی خباثت اور اس کے خطرات سے خبردار فرمایا ہے اور نفس کی پیروی سے منع فرمایا ہے۔ اس کی مخالفت کبھی قرآن مجید سے اور کبھی رسول اللہ ﷺ کی زبان اطہر سے بیان فرمائی ہے۔

ارشاد ربانی ہے ’’ان نمازیوں کے لئے بڑی خرابی (تباہی) ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں‘ دکھاوا کرتے ہیں اور معمولی استعمال کی چیزوں کو بھی ضرورت مندوں سے روکے رکھتے ہیں‘‘۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ’’وہ منہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتی اللہ ان کی چھپائی ہوئی باتوں سے خوب واقف ہیں‘‘۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ’’جب نماز کو اٹھتے ہیں تو کسل اور سستی کے ساتھ (محض) لوگوں کو دکھاوے کو (اٹھتے ہیں) اور اللہ کی یاد کم کرتے ہیں لوگ دونوں گروہوں کے درمیان ڈانواں ڈول (پھر رہے ہیں) نہ ایک طرف اور نہ دوسری طرف‘‘۔ ’’خواہ تم پوشیدہ طریقہ سے بات کہو یا ظاہر کر کے‘ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اللہ تعالی اس سے بخوبی واقف ہے‘‘۔ جو اللہ کے پاک دیدار کا خواستگار اور طالب ہے اس کو نیک عمل کے لئے کہہ دیجئے اور اس سے کہہ دیجئے کہ اللہ کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کر‘‘۔ ’’نفس تو بہت زیادہ برائی کا حکم دیتا ہے مگر وہ محفوظ رہتا ہے جس پر میرا رب رحم فرمائے‘‘۔

احادیث مبارکہ میں ریاکاری کی مذمت: حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے چہرہ انور پر کچھ ایسے آثار دیکھے جن سے مجھے بہت دکھ ہوا‘ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضور کا کیا حال ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت کے مشرک ہونے کا اندیشہ ہے میں نے عرض کیا‘ کیا حضور ﷺ کے بعد لوگ شرک میں مبتلا ہوجائیں گے حضور ﷺ نے فرمایا وہ سورج‘ چاند‘ بت اور پتھر کی تو یقیناً پوجا نہیں کریں گے مگر اعمال میں ریا کریں گے اور ریا ہی شرک ہے۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ’’فمن کان یرجو لقاء ربہ‘‘۔ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ’’قیامت کے دن کچھ مہر کردہ اعمال نامے لائے جائیں گے اس وقت اللہ تعالی فرشتوں سے فرمائے گا اس اعمال نامہ کو پھینک دو اور اس کو قبول کرلو‘ فرشتے بارگاہ الہی میں عرض کریں گے الہی تیری عزت و جلال کی قسم ہم کو تو ان اعمال میں خیر ہی معلوم ہوئی تھی‘ اللہ تعالی فرمائے گا ہاں: لیکن یہ عمل تو دوسروں کے لئے کیا گیا تھا میں صرف وہی عمل قبول کرتا ہوں جو خالصاً میرے لئے کیا گیا ہو (جس کا مقصد صرف میری ذات ہو)۔

حضور ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے! الہی میری زبان کو جھوٹ سے پاک فرما‘ میرے دل کو نفاق سے‘ میرے عمل کو ریا سے‘ میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما‘ تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے پوشیدہ احوال کو جانتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دیتا ہو‘ دنیا کی رغبت سے نکال کر زہد کی ترغیب دیتا ہو‘ ریا سے نکال کر اخلاص کی تعلیم دے‘ غرور سے چھڑا کر تواضع کی ترغیب دے‘ کاہلی اور سستی سے بچا کر پند و نصیحت کی ترغیب دے‘ جہالت سے نکال کر علم کی ترغیب دے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ’’میں ہر شریک سے بہتر ہوں جو شخص کسی کو میرے ساتھ اپنے عمل میں شریک کرے گا تو اس کا عمل اسی شریک کے لئے ہوگا میرے لئے نہیں ہوگا‘ میں تو صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہوں جو محض میرے لئے کیا گیا ہو‘ اے انسان میں سب سے اچھا حصہ دار ہوں!

دیکھ تو نے میرے لئے نہیں بلکہ دوسرے کے لئے کیا تو اس کا اجر اسی کے ذمہ ہے جس کے لئے تو نے وہ عمل کیا ہو۔ حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگوں کو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا‘ اللہ تعالی ان سے فرمائے گا کیا تم تنہائی میں میرے سامنے بڑے بڑے گناہ نہیں کرتے تھے لیکن جب تم لوگوں سے ملتے تھے تو بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ ملتے تھے‘ تم لوگوں سے ڈرتے تھے لیکن مجھ سے نہیں ڈرتے تھے تم نے لوگوں کو بڑا جانا لیکن مجھے بڑا نہیں سمجھا‘ میرے عزت کی قسم آج میں تم دردناک عذاب میں مبتلا کروں گا‘‘۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہت روزہ داروں کو بھوک اور پیاس کے سواء روزہ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اسی طرح بہت سے شب بیدار نمازیوں کو ان کی شب بیداری کا سوائے نماز کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالی اپنی مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا ہر امت اس کے حضور زانو کے بل موجود ہوگی اس وقت اللہ تعالی قاری قرآن‘ شہید اور توانگر (مالدار آدمی) کو طلب فرمائے گا اور اولاً قاری سے سوال ہوگا کہ تو جتنا جانتا تھا اس پر تو نے کتنا عمل کیا؟ قاری کہے گا میں شبانہ روز کے اوقات میں کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھتا تھا‘

اللہ تعالی اس کو جواب دے گا تو نے جھوٹ کہا فرشتے بھی یہی کہیں گے کہ یہ دروغ گو ہے تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تجھے قاری کہے چنانچہ تجھے دنیا میں قاری کہہ دیا گیا۔ پھر اللہ تعالی مالدار شخص کو طلب فرما کر دریافت فرمائے گا کہ میں نے تجھے جو کچھ دیا تھا تو نے اس کا کیا مصرف کیا؟ وہ عرض کرے گا میں نے اس کو صلہ رحمی میں خرچ کیا اور خیرات کرتا رہا اللہ تعالی فرمائے گا تو نے غلط کہا‘ اس عمل سے تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تجھے سخی سمجھے‘ تو دنیا میں تجھے سخی کہہ دیا گیا (اب یہاں پر تیرا کوئی حصہ نہیں) پھر جہاد میں شہید ہونے والے سے پوچھا جائے گا کہ تو کس لئے مارا گیا وہ جواب دے گا میں تیرے لئے تیری راہ میں لڑا اور آخر کار مارا گیا اللہ تعالی فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تیرا مقصد یہ نہیں تھا بلکہ تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہے چنانچہ دنیا میں تجھے بہادر کہا جا چکا ہے۔

یہ ارشاد فرما کر حضور ﷺ نے دونوں دست مبارک اپنے پاک زانو پر اظہار افسوس کیلئے مارے اور فرمایا ابو ھریرہ! مخلوق میں سب سے پہلے قیامت کے دن انہی تینوں (قسم کے) لوگوں پر دوزخ کی آگ شعلہ زن ہوگی۔ ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ روزِ قیامت میری نجات کا کیا ذریعہ ہوگا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالی کو فریب دینے کی کوشش نہ کرو‘ صحابیؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میں اللہ تعالی کو فریب کیسے دے سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کام تو تو وہ کرے جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے مگر اس کا مقصد اطاعت الہی نہ ہو‘ بلکہ دوسرا ہو‘ ریا سے بچو‘ ریا شرک ہے‘ تمام ریاکار قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے چار ناموں سے پکارے جائیں گے‘ ۱) ائے کافر۔ ۲) ائے فاجر۔ ۳) ائے دغاباز۔ ۴) ائے نقصان اٹھانے والے۔ تیرا عمل بے کار گیا تیرا اجر ضائع ہوگیا۔ آج تیرا کوئی حصہ نہیں۔ ائے ریاکار تو اپنا ثواب اسی سے مانگ جس کیلئے تو عمل کیا کرتا تھا۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ریاکاری کی سخت مذمت بیان کی گئی۔

علماء اور محدثین نے ریاکاری کو شرک خفی قرار دیا۔ ریاکاری ایسا شرک ہے جس میں بندہ مبتلا رہتے ہوئے اس کو محسوس نہیں ہوتا۔ احادیث مبارکہ میں ریاکاری سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی۔ ریاکاری سے تمام کے تمام اعمال بے کار اور رائیگاں جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل اخلاص کے ساتھ کیا جائے تو اللہ تعالی اس چھوٹے سے عمل پر احد کے پہاڑ سے زیادہ ثواب عنایت فرماتا ہے اور اگر احد کے پہاڑ سے بھی زیادہ بڑا عمل کیا جائے اور اس میں ریاکاری ہو تو اس احد کے پہاڑ سے بھی زیادہ عمل کا ثواب ذرہ برابر بھی نہیں دیا جائے گا بلکہ اس کا وہ عمل بے کار اور رائیگاں ہوجائے گا۔

حج بیت اللہ

پہلا وہ گھر خدا کا: بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی، وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے۔ اس کو خیر و برکت دی گئی تھی اور تمام جہان والوں کے لیے مرکزِ ہدایت بنایا گیا تھا۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، ابراہیم علیہ السلام کا مقامِ عبادت ہے۔ اور اس کا حال یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہوا مامون ہوگیا۔ لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔ اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔ (آلِ عمران)

یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی (اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اور چند مقرر دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں بخشے ہیں۔ خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی دیں۔

پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں۔ اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔ یہ تھا (تعمیرِ کعبہ کا مقصد) اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے رب کے نزدیک خود اسی کے لیے بہتر ہے۔ (سورۃ الحج)

حلقۂ ذکر الٰہی‘ تعلیمات اسلامی و دینی تربیتی مجالس

بروز جمعرات

☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری و وعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ

☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب‘ علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری‘ آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے

☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود و ذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام ﷺ۔

بروز ہفتہ

☆ دینی تربیتی کیمپ

بعد مغرب تا اتوار کی عشاء

ذکر و اذکار، وظائف و درود، فقہی و بنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد و اشراق کی عملی تربیت

(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروز اتوار

☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؒ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروز پیر

☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقہ ذکر و درس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروز منگل

☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال و جواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

☆ بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیر نگرانی و زیر سرپرستی

حضرت العلامہ مولانا

سید شاہ عبیداللہ قادری‘ آصف پاشاہ صاحب قبلہ

سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی و خطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیر انتظام:

انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھرا پردیش

040-66171244

تصانیف شعبہ نشر و اشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب

☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ

☆ دل کی بیماریاں اور ان کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اوراد و وظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی | 21 مئی 2025ء

سورۃ الاعراف

.1 اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کردیا)۔ .o2 پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھرلو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کرسکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ .o3 (یہ آیات) اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اوراس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کرسکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنادیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواستگار ہو تو اسے پناہ دے دیں تاآنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچادیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہوسکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ .o7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہوسکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے 9.o انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کرلی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے " اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جاسکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جاسکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیاداروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کرکے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

ظلم کے خلاف احتجاج اوراس کے طریقے

(بقیہ صفحہ 1 کا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر علامات سے استفادہ فرمایا ہے اور کرنے کا حکم دیا ہے، اہل مکہ اہل مدینہ کو حقیر سمجھتے تھے اور اس زمانے میں مدینہ کی آب وہوا بھی صحت کے لئے ناموافق تھی، لوگوں پر اس کا اثر ہوتا تھا، ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے لئے دعاء فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو نہ صرف دین وایمان کا مرکز بنایا بلکہ خوشگوار ماحول اور خوبصورت موسم کا بھی گہوارہ بنادیا؛ حالاں کہ اسلام میں اس بات کو پسند نہیں کیا گیا ہے کہ آدمی اپنی چال سے اپنی طاقت اور بہادری کا اظہار کرے اور قرآن نے تو صراحت کی ہے کہ اللہ کی زمن پر اِترا کر نہ چلو: ولاتمش فی الارض مرحا (بنی اسرائیل:۳۷) لیکن اس موقع پر اہل مکہ کے سامنے اپنی طاقت اور جواں مرد کے اظہار کی ضرورت تھی، مشرکین مکہ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ کل تمہارے سامنے ایک ایسی قوم آرہی ہے،

جس کو بخار اور بیماری نے کمزور کر کے رکھ دیا ہے (مسلم، عن ابن عباس) وہ مسلمانوں کی صورت حال کو دیکھنے کے لئے حجر اسود کے قریب بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر مسلمانوں کو رَمل کرنے کا حکم دیا، یعنی ایسی چال میں طواف کرنے کا جو ایک حد تک پہلوانوں کی چال ہوتی ہے، اہل مکہ پر اس کا بڑا اثر ہوا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ مشرکین کہنے لگے کہ ہم نے تو سمجھا تھا کہ مسلمانوں کو بخار اور بیماری نے کمزور کردیا ہے؛ لیکن یہ تو فلاں اور فلاں سے بھی زیادہ صحت مند اور بہادر ہیں، طواف میں جو شروع کے تین چکر رَمل کے ساتھ کئے جاتے ہیں، وہ اسی عمل کی یادگار ہے (سیرت ابن ہشام)

یہ ایک مثال ہے علامات واشارات کے ذریعہ میسیج دینے اور اپنے جذبات کے اظہار کرنے کی، عربوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ چولہوں کی تعداد سے قافلہ کے افراد کی تعداد کا اندازہ کرتے تھے، فتح مکہ کے موقع سے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مکہ سے باہر پڑاو ڈالا تو اگرچہ عام طور پر آپ قافلہ کو ایک جگہ سمٹ کر رہنے کا حکم فرماتے تھے؛ لیکن اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ہدایت دی کہ وہ زیادہ سے زیادہ پھیل جائیں، اپنے اپنے الگ الگ چولہے جلائیں اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر یہ منظر دکھائیں؛ تاکہ اُس پر مسلمانوں کی قوت وشوکت اور تعداد کی کثرت کا اظہار ہو (سیرت ابن ہشام) چنانچہ یہ حکمت عملی مفید ثابت ہوئی، ابوسفیان جو اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، یہ منظر دیکھ کر مرعوب ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشاء کہ مکہ میں خونریزی کی نوبت نہ آئے اور ارض حرم جنگ کے بغیر فتح ہوجائے کو حاصل کرنے میں اس حکمت عملی سے مدد ملی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض مواقع پر علامتی عمل سے فائدہ اٹھا کر مخالفین اسلام کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کی، صلح حدیبیہ کے موقع سے ایک مرحلہ ایسا آیا کہ مشرکینِ مکہ اور مسلمانوں کے درمیان گفت وشنید کا دور چل رہا تھا، اہل مکہ کی طرف سے یکے بعد دیگرے بعض نمائندے آئے اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی، ایک صاحب آرہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ یہ شخص احرام کا احترام کرتا ہے؛ اس لئے تم لوگ احرام کے کپڑوں کے ساتھ ان کے سامنے آو، اور ان اونٹنیوں کو بھی لاو، جن کے گلوں میں علامتی طور پر قلادے ڈالے گئے ہیں؛ چنانچہ جب اُن صاحب نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے: میں جو منظر دیکھ رہا ہوں، اس کے بعد ان کو عمرے سے روکنے کی کوئی گنجائش نہیں، یہ صاحب حنیف ابن علقمہ کنعانی تھے، مگر ہر گروہ میں کچھ شر پسند حضرات بھی ہوتے ہیں؛ چنانچہ اہل مکہ نے کہا کہ تم بیٹھ جاو، تم کو کچھ معلوم نہیں ہے (سیرت ابن ہشام) بہرحال ان شواہد سے معلوم ہوا کہ اپنے مقصد کے اظہار کے لئے علامتی طریقوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؛ بشرطیکہ وہ قرآن وحدیث کی واضح ہدایات کے خلاف نہ ہو۔

فقہاء کے یہاں بھی ایسی مثالیں مل جاتی ہیں، جن کو عرف کی بناء پر جائز قرار دیا گیا ہے اور ان کی اجازت دی گئی ہے، ہندوستان کے اکابر علماء نے بھی اس پہلو کو قبول کیا ہے، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے جھنڈے کو سلامی دینے کے بارے میں لکھا ہے: ’’جھنڈے کو سلامی مسلم لیگ بھی کرتی ہے اور اسلامی حکومتوں میں بھی ہوتی ہے، وہ ایک قومی عمل ہے، اس میں اصلاح ہوسکتی ہے؛ مگر مطلقاً اس کو مشرکانہ فعل قرار دینا صحیح نہیں ہے‘‘۔ (کتاب السیاسیات)

اسی طرح قومی ترانہ کے احترام میں کھڑا ہونا، قومی جھنڈے کو سلامی دینا، کسی اہم شخصیت کے انتقال پر ایک دو منٹ خاموشی اختیار کرنا مذہبی افعال میں داخل نہیں ہے، اور نہ ان کا مقصد غیر مسلموں کا تشبہ اختیار کرنا ہے؛ بلکہ عرف ورواج کے تحت ان کو علامتی طور پر انجام دیا جاتا ہے، اور احتجاج کی بیشتر صورتیں اسی نوعیت کی ہیں، جن کا مقصد علامتی عمل کے ذریعہ اپنی ناراضگی کا اظہار ہے، اور جمہوری نظام میں عوام کی ناراضگی کے اظہار کی بڑی اہمیت ہے، عوام ہی کی رائے سے حکومتیں قائم ہوتی ہیں، عوامی نمائندوں کی اظہار بے اعتباری سے حکومتیں اقتدار سے محروم ہوتی ہیں؛ اس لئے ظلم کو روکنے کے لئے اور ظالموں کے ہاتھ تھامنے کے لئے اس انداز کے علامتی احتجاج کرنا نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ ضرورت کے لحاظ سے مطلوب بھی ہے، واللہ اعلم۔

حج کیوں ضروری ہے؟

حج ایک عظیم فریضہ اور اسلام کا مہتم بالشان رکن ہے۔حج ہر مسلمان ،عاقل وبالغ' صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔حج فرض ہونے کے بعد تاخیر نہیں کرنی چاہئے ،جو صاحبانِ استطاعت اس سلسلہ میں تساہل برتتے ہیں اور اس عظیم فریضہ کو ترک کرتے ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں سخت وعید بیان کی ہے،آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص زادِ راہ اور ایسی سواری کا مالک ہو جو اُسے بیت اللہ شریف تک پہنچائے اور پھر وہ حج نہ کرے تو اس پر اس بات کا فرق نہیں کہ وہ یہودی مرے یا نصرانی مرے۔اسی سے متعلق اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:اور اللہ تعالی کے لئے لوگوں پر کعبۃ اللہ کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھے۔(سورہ آل عمران) (جامع الترمذی)

''حج'' اللہ تعالی کی رِضا وخوشنودی کے لئے کیا جائے ،ریا کاری ودکھاوا ہرگز مقصود نہ ہو۔جو لوگ خالص اللہ تعالی کی رضا کے طالب بن کر حج کرتے ہیں ،بے حیائی اور فسق وفجور سے بچتے ہیں،حضور نے ان کے حق میں خصوصی بشارت دی ہے،آپ نے ارشاد فرمایا: ترجمہ: جس نے اللہ تعالی کی رضا کے لئے حج کیا اور اس نے نہ بے حیائی کا کوئی کام کیا اور نہ فسق وفجور کا مرتکب ہوا' وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہوکر لوٹے گا گویا اس کو اس کی ماں نے ابھی جنم دیا ہے۔(صحیح البخاری) جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:ایک صاحب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے:یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !حج کو کیا چیز واجب کرتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا:توشہ سفر اور سواری۔ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص اُس زمانہ کی مروجہ سواریوں کا تذکرہ نہیں فرمایا بلکہ ''الرَّ احِلَۃُ'' ایسا جامع کلمہ فرمایا جس میں موجودہ دور کی تمام بحری ،بری اور فضائی سواریاں شامل ہیں۔خوش نصیب ہیں وہ افراد جو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اطہر کی سعادت سے مشرف ہو رہے ہیں،بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والوں کے حق میں خود کعبۃ اللہ سفارش کرے گا ،بیت اللہ شریف نے باجازت خدا' حضور کی خدمت میں کہا:

ترجمہ:اے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم !تین افراد کے بارے میں آپ فکر نہ کریں!میں ان کے حق میں سفارش کروں گا:(1) وہ شخص جس نے میرا طواف کیا،(2) وہ شخص جو (حج یا عمرہ کے ارادہ سے) نکلا لیکن مجھ تک نہ پہنچ سکا اور (3) وہ شخص جو مجھ تک پہنچنے کی آرزو کیا لیکن استطاعت نہ رکھا۔سورہ آل عمران میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ترجمہ:اور اللہ ہی کے واسطے ان لوگوں پر اس مکان یعنی کعبۃ اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت اور قدرت رکھتے ہوں اور جو شخص اس کا منکر ہو (تو اللہ تعالی کو اس کی کوئی پرواہ نہیں) اللہ تعالی تو تمام جہاں والوں سے غنی ہیں (کہ کسی کے نہ ماننے سے اللہ تعالی کا کوئی کام رکتا نہیں بلکہ انکار سے خود اس شخص کا ہی نقصان ہے)۔(سورہ آل عمران)

قرآن کریم سے حج کی فرضیت کا ثبوت: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ آیت کریمہ:" سے حج کی فرضیت ثابت ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ اس شخص پر جو کعبۃ اللہ تک پہونچنے پر قادر ہو۔ اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ حج فریضہ محکمہ ہے؛ جس کی فرضیت کتاب اللہ (قرآن کریم) کی مذکورہ آیت شریفہ سے ثابت ہے۔حج عمر بھر میں ایک بار فرض ہے ہدایہ میں لکھا ہے کہ" حج "تمام عمر میں صرف ایک بار فرض ہے،اس لئے کہ حج کی فرضیت کا سبب بیت اللہ ہے اور وہ ایک ہے اور علم اصول کا قاعدہ ہے کہ جب تک سبب کی تکرار نہ ہو واجب کی تکرار نہیں ہوتی۔حج کے عمر بھر میں ایک بار فرض ہونے پر صحیح مسلم کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:اے لوگو!تم پر حج فرض کیا گیا ہے تو تم حج کرو۔ ایک صاحب نے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا ہر سال ہم پر حج فرض ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا؛ یہاں تک کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے اس سوال پر میں "ہاں" کہہ دیتا تو ہر سال تم پر حج فرض ہوجاتا؛ جس کی تم طاقت نہ رکھتے۔

حج کے اقسام:۔حج کی تین قسمیں ہیں:(1) حج قران۔(2) حج تمتع۔(3) حج افراد۔

(1) حج قران اس حج کو کہتے ہیں جس میں میقات سے اشہر حج میں عمرہ اور حج کی نیت کو ایک ہی احرام میں جمع کیا جائے۔حج قران میں عمرہ کرنے کے بعد بال نہیں نکالے جاتے بلکہ اسی طرح احرام کی حالت میں رہتے ہیں اور جب حج کے دن شروع ہوتے ہیں تو اسی احرام سے حج ادا کرتے ہیں۔ (2) حج تمتع اس حج کو کہتے ہیں جس میں میقات سے اشہر حج میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے اور مناسک عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھل جاتا ہے پھر جب حج کے دن شروع ہوتے ہیں اس وقت دوبارہ حج کا احرام باندہ کر حج ادا کیا جاتا ہے۔ اکثر افراد حج تمتع ہی کیا کرتے ہیں۔ (3) حج افراد اس حج کو کہتے ہیں جس میں صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے اور مناسک حج ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے۔اشہر حج (حج کے مہینے):شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتداء دس دن اشہر حج کہلاتے ہیں۔ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:اشہر حج:شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتداء دس ہیں۔

حج کے ایام:حج کے پانچ دن ہیں:8/9/10/11/اور 12/ ذی الحجہ۔

حج کے فرائض: فرائض حج تین (3) ہیں: (1) احرام۔(2) وقوف عرفات۔(3) طواف زیارت۔(1) احرام: اس سے مراد دل سے حج کی نیت کرنا اور تلبیہ (لبیک) کہنا ہے۔(2) وقوف عرفات:9!ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے 10!ذی الحجہ کی صبح صادق کے درمیان میدان عرفات میں کچھ دیر کے لئے کیوں نہ ہو ٹھیرنا' یہ وقوف،حج کا عظیم ترین رکن ہے۔زوال کے فوری بعد وقوف کا آغاز کرنا مسنون ہے۔(3) طواف زیارت:10!ذی الحجہ کی صبح سے 12!ذی الحجہ کے دن،سورج غروب ہونے سے پہلے تک کسی بھی وقت بیت اللہ شریف کا طواف کرنا۔**واجبات حج:**۔واجبات حج چھ (6) ہیں: (1) وقوف مزدلفہ: دس (10) ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں وقوف کرنا' اس کا انتہائی وقت طلوع آفتاب سے پہلے تک ہے۔(2) صفا' مروہ کے درمیان سعی کرنا۔(3) رمی جمار: جمرات کو کنکریاں مارنا۔(4) حج قران اور حج تمتع کرنے والوں کے لئے قربانی کرنا۔(5) حلق: سر کے بال منڈانا' یا قصر: بال کتروانا۔(6) آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) کے حق میں مکہ مکرمہ سے واپسی کے موقع پر طواف وداع کرنا۔**نوٹ:** ان واجبات میں سے اگر کوئی واجب چھوٹ جائے تو خواہ قصداً یا سہواً ترک کیا ہو تو ایک دم یعنی ایک بکرا قربانی کرنا واجب ہے۔

حج کا پہلا دن: حج کا پہلا دن (یوم الترویہ): آٹھ (8) ذی الحجہ کو نماز فجر مکہ مکرمہ میں پڑھکر طلوع آفتاب کے بعد منی کی طرف روانہ ہوں۔منی: منی مکہ مکرمہ سے تقریبا پانچ (5) کیلومیٹر کے فاصلہ پر دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔**نوٹ:** منی کی روانگی کے لئے موجودہ دور میں معلم کی جانب سے گاڑی کا نظم ہوتا ہے، حجاج کرام کو ان کی قیامگاہ (ہوٹل) سے گاڑیوں کے ذریعہ منی پہنچایا جاتا ہے،اکثر گاڑیاں سات (7) ذی الحجہ کی رات ہی منی روانہ ہوجاتی ہیں اس لئے بہتر ہے کہ نماز عشاء کے بعد ہی احرام باندہ لیں۔کیونکہ (7) ذی الحجہ کی رات منی روانہ ہونے میں شرعا کوئی حرج نہیں۔منی جاتے وقت راستہ بھر تلبیہ' درود شریف اور دعاؤں میں مصروف رہیں،ظہر سے پہلے منی پہونچ جائیں اور آٹھ ذی الحجہ کی ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور 9!ذی الحجہ کی فجر جملہ پانچ نمازیں منی میں پڑھنا اور وہیں رات گزارنا سنت ہے۔نوٹ: مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد سے منی کی روانگی سے پہلے تک اگر پندرہ دن نہ ہوئے ہیں تو حج کی تمام (چار رکعت والی) فرض نمازوں میں قصر کریں۔منی میں واقع مسجد خیف کے قریب ٹھرنا مستحب ہے ورنہ حسب سہولت جہاں موقع ہو ٹھر سکتے ہیں، (حکومت کی جانب سے منی میں حجاج کرام کے لئے خیمے لگائے جاتے ہیں،جس پر معلم کا نمبر ہوتا ہے، وہاں بھی قیام کیا جاسکتا ہے) منی میں حسب سہولت رات بھر تلبیہ' استغفار اور دعائیں کرتے رہیں اور درود شریف کثرت سے پڑھیں۔**نوٹ:** منی میں اگر کسی وجہ سے خیمہ حدود منی کے باہر ہو تو حدود منی میں داخل ہوکر کسی مناسب مقام پر قیام کریں۔حج کا دوسرا دن: حج کا دوسرا دن نو (9) ذی الحجہ (یوم عرفہ) آج حج کا اہم ترین دن ہے جس میں حج کا عظیم رکن "وقوف عرفہ "ادا کیا جاتا ہے۔9!ذی الحجہ کو منی میں نماز فجر پڑھلیں، نماز کے بعد تکبیر تشریق کہیں۔(9!ذی الحجہ کی فجر سے 13!ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد تین بار تکبیر تشریق کہنا افضل ہے)۔اس کے بعد تلبیہ (لبیک)' ذکر اور درود شریف میں مشغول رہیں۔سورج طلوع ہونے کے بعد جب کچھ دھوپ نکل آئے تو منی سے عرفات کی طرف روانہ ہوں۔

وقوف عرفہ: 9!ذی الحجہ کی زوال کے بعد سے 10!ذی الحجہ کی صبح صادق کے درمیان ایک لمحہ کے لئے بھی عرفات میں وقوف ہوجائے تو رکنِ حج ادا ہوجاتا ہے۔لیکن زوال سے غروب آفتاب تک عرفات میں وقوف کرنا واجب ہے،عرفات میں بطنِ عرنہ کے علاوہ جہاں چاہیں ٹھر سکتے ہیں،البتہ جبلِ رحمت کے پاس وقوف کرنا افضل ہے۔تلبیہ واذکار' دعا واستغفار اور چہارم کلمہ توحید پڑھنے میں مشغول رہیں، زوال سے پہلے کھانے اور دیگر ضروریات سے فارغ ہوکر غسل کریں جو کہ مسنون ہے ورنہ وضو کرلینا کافی ہے،امام کے ساتھ مسجد نمرہ میں نماز پڑھ رہے ہوں تو ظہر وعصر کو ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے،مسجد نمرہ کے علاوہ عرفات میں اپنے مقام پر نماز ادا کررہے ہوں تو ظہر کے وقت ظہر اور عصر کے وقت عصر پڑھیں۔نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک تضرع وزاری کے ساتھ درود شریف ذکر ودعاء کرتے ہوئے وقوف کریں۔ سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوجائیں اور راستہ تمام تلبیہ' تکبیر' درود شریف اور دعاؤں کا اہتمام کرتے رہیں۔

مزدلفہ پہونچ کر غسل کرنا مسنون ہے ورنہ وضو کافی ہے اگر مغرب کی نماز کا وقت باقی ہو تب بھی مغرب ہرگز نہ پڑھیں، جب عشاء کا وقت شروع ہوجائے تب مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک اذاں اور ایک اقامت کے ساتھ ادا کی نیت سے پڑھیں،مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت جمع کرکے پڑھنا واجب ہے، جماعت کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے،مغرب کی فرض کے ساتھ سنت نہ پڑھیں بلکہ عشاء کی فرض پڑھیں اس کے بعد پہلے مغرب کی سنت پھر عشاء کی سنت و وتر پڑھیں مزدلفہ میں رات گذارنا سنت مؤکدہ ہے، نمازوں کی ادائیگی کے بعد تلبیہ' تکبیر' درود شریف' اور تضرع وزاری کے ساتھ دعاؤں میں مشغول رہیں،مزدلفہ میں صبح صادق سے اجالا ہونے کے درمیان وقوف کرنا واجب ہے خواہ تھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو،طلوعِ آفتاب تک وقوف کرنا سنت ہے،اور فجر کی نماز اول وقت ادا کرنا مستحب ہے۔منی میں تین دن رمی جمار کرنے کے لئے ستر (70) کنکریاں جو کھجور کی گٹھلی سے بڑی نہ ہوں اور چنے کے دانے سے چھوٹی نہ ہوں، چن کر ساتھ رکھ لیں۔حج کا تیسرا دن 10 ذی الحجہ : 10!ذی الحجہ کی صبح ،جب طلوع آفتاب کا یقین ہوجائے تو مزدلفہ سے منی کے لئے روانہ ہوجائیں اور راستہ میں بدستور ذکر ودعا، استغفار وتلبیہ جاری رکھیں اور درود شریف کی کثرت کریں۔10!ذی الحجہ کا دن حجاج کرام کے لئے نہایت مصروف دن ہے،اس لئے حاجیوں کے لئے نمازِ عید نہیں رکھی گئی ہے،منی پہونچتے ہی پہلا عمل رمی کرنا ہے صرف جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی کریں جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری مارنے سے پہلے ہی تلبیہ روک دیں۔ رمی کرنے کا مسنون ومستحب وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے، مباح وقت زوال سے غروب تک ہے،اور غروب سے صبح صادق تک مکروہ وقت ہے۔یعنی زوال سے پہلے رمی کرنا مستحب ہے،زوال کے بعد سے غروب تک کرنا جائز ہے،اور غروب کے بعد سے صبح صادق تک کرنا مکروہ ہے۔دوسرا کام قربانی ہے:حج افراد کرنے والوں پر حج کی قربانی واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔حج قران اور حج تمتع کرنے والے افراد پر قربانی کرنا واجب ہے۔

تیسرا کام حلق یا قصر: قصر (بال کتروانے) کے بالمقابل حلق (سر منڈانا) افضل ہے،اس کا وقت 10/11/12۔ذی الحجہ ہے لیکن دسویں ذی الحجہ کو کروانا افضل ہے۔حجامت کے وقت قبلہ رو بیٹھنا اور دائیں جانب سے شروع کرنا سنت ہے،حلق کرانے کے بعد احرام کھول دیں۔رمی' قربانی اور حلق کے بعد طواف زیارت کیلئے مکہ مکرمہ روانہ ہوجائیں اور طواف زیارت اپنے معمول کے لباس میں ادا کریں، اگر پہلے سعی نہ کی ہوں تو اس طواف کے بعد سعی کرلیں اس طواف میں رمل بھی کریں اور اگر سعی پہلے کرچکے تھے تو پھر اس طواف میں رمل نہ کریں،طواف زیارت کا وقت 10!ذی الحجہ کی صبح صادق سے 12!ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے،لیکن۔10!ذی الحجہ کو طواف کرنا افضل ہے۔

حرم شریف سے واپس ہوکر رات منی میں گذاریں کیونکہ رات منی میں گذارنا مسنون ہے۔

حج کا چوتھا دن 11 ذی الحجہ:11!ذی الحجہ کے دن تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے، پہلے سات کنکریاں چھوٹے شیطان کو ماریں، رمی کے بعد کچھ آگے بڑھ جائیں اور قبلہ رو ہاتھ اٹھا دعاء کریں،حضور قلبی کے ساتھ حمد وصلوۃ اور استغفار ودعاء • میں اگر موقع ہو تو (کم سے کم بیس قرآنی آیتیں پڑھنے کے وقت تک، ورنہ حسب سہولت) مشغول رہیں اسکے بعد درمیانی شیطان کو سات کنکریاں ماریں اور تحمید' تہلیل' تکبیر' درود شریف اور دعاء میں اتنی ہی دیر مشغول رہیں، پھر جمرہ عقبہ (بڑا شیطان) کی رمی کریں اسکے بعد رمی کرنا نہیں ہے اس لئے رمی کے بعد نہ ٹھیریں اور نہ دعاء کریں بلکہ آگے بڑھ جائیں۔رمی کا وقت مسنون زوال سے غروب تک ہے اور غروب تا صبح صادق بلا عذر کریں تو کراہت کے ساتھ جائز ہے۔اور کوئی عذر کی وجہ رات میں ہی کریں تو مکروہ نہیں ہے۔10!ذی الحجہ کو طواف نہیں کیا گیا تھا تو گیارہ کو طواف کے لئے مکہ مکرمہ چلے جائیں اور طواف کرلیں،منی واپس ہوجائیں اور رات منی میں ہی گذاریں۔حج کا پانچواں دن 12 ذی الحجہ : 12!ذی الحجہ کے دن گیارھویں کی طرح زوال کے بعد اسی ترتیب سے تینوں جمرات کی رمی کریں (جمرہ اولی کو سات کنکریاں اور جمرہ وسطی کو سات اور پھر جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں) اسکے بعد غروب آفتاب سے پہلے مکہ معظّمہ چلے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں تاہم مسنون یہ ہے کہ 13!تاریخ کو رمی کرکے جائیں اور آفتاب غروب ہوجائے تو پھر 13! کی رمی کئے بغیر جانا مکروہ ہے،اور 13!ذی الحجہ کی صبح منی میں ہوجائے تو پھر تیرھویں کی رمی کرنا واجب ہے رمی کئے بغیر جانا جائز نہیں،اس صورت میں تیرھویں کے دن بھی اسی ترتیب اور اسی طریقہ سے تینوں جمرات کی رمی کریں، (جمرہ اولی پر سات کنکریاں اور جمرہ وسطی پر سات اور پھر جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں ماریں) اس رمی کا وقت صبح سے مغرب تک ہے البتہ زوال کے بعد وقت مسنون ہے۔

طواف وداع: طواف وداع آفاقی (میقات کے باہر سے آنے والے) کے لئے واجب ہے افضل یہ ہے کہ بوقت واپسی طواف وداع کی نیت کے ساتھ طواف کیا جائے اس طواف میں نہ اضطباع ہے اور نہ رمل،اس طرح اسکے بعد سعی کرنا بھی نہیں،طواف کے بعد حسب قاعدہ دوگانہ ادا کریں،ملتزم سے چمٹ کر خوب دعا کریں، بابِ کعبہ پر غلاف کعبہ کو پکڑ کر تضرع وزاری کے ساتھ دعا کریں مقام ابراہیم اور زمزم کے پاس آکر درود شریف کی کثرت کریں، پھر جو چاہیں دارین کی سعادت کے لئے گڑگڑا کر دعائیں کریں۔طواف وداع کے موقع پر بیت اللہ شریف سے جدائی پر دل میں رنج وغم حزن وملال کی کیفیت پیدا کریں، اشک آور آنکھوں سے خانہ کعبہ کی طرف نہایت حسرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے دوبارہ حاضری کی تمنا کے ساتھ تعظیماً اُلٹے پیر چل کر حرم شریف سے باہر نکلیں۔روضہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مقدسہ قبولیت حج کی سند اور شفاعت کی ضمانت ہے ،حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میرے روضہ پاک پر حاضری دی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی یقیناً اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔اللہ تعالی ہم میں جو بھی صاحب استطاعت ہیں سب کو حج کرنے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق مناسک حج وعمرہ ادا کرنے اور آداب زیارت مقدسہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com